حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

عشرہ محرم میں کیا ہونا چاہیے؟

تمام ناظرین اس امر کو اپنے اور فرض سمجھیں اور اس مضمون کی تبلیغ عام مسلمانوں میں پوری طور سے کریں۔ ماہ محرم کے ان مخصوص ایام میں جو بدعات ہمارے اندر رواج پا گئی ہیں ان سے نہ صرف مال کی تباہی و بربادی ہوتی ہے بلکہ طرح طرح کے فتنے اور فساد پھیلتے ہیں بے دینی اور آوارگی کو ترقی ملتی ہے۔ اس لئے اگر کوشش کر کے ایک آدمی کو بھی اس ہلاکت سے بچالیا جائے تو کس قدر باعث ثواب اور موجبِ خشنودیٔ خدا اور رسول ہے۔ ہم امید کر سکتے ہیں کہ اگر خلوصِ نیت سے اس بات کی کوشش کی جائے تو یقیناً بے اثر نہیں ہوگی۔

شریعت کی تعلیمات اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے ہم تک جو شریعت مطہرہ پہنچائی اس کے مطابق اس مہینے میں شریعت نے ہمیں نہ کوئی خاص نماز تعلیم فرمائی ہے نہ قربانی کا حکم دیا ہے۔ اور نہ کسی اور کام کا۔ البتہ اس مہینہ کی دسویں تاریخ میں جس کو عاشورہ کہتے ہیں روزہ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ دن ہماری شریعت میں بہت محترم مانا گیا ہے۔ اس کا سبب ہے کہ انبیاء سابقین علیہم السلام پر اس دن میں بڑے بڑے انعامات اللہ جل مجدہ کی جانب سے نازل ہوئے تھے حضرت موسیٰ علیہم السلام کو اسی دن فرعون کے پنجۂ ظلم سے نجات ملی تھی۔ اور فرعون مع اپنے لشکر کے دریائے نیل میں غرق ہوا تھا۔

عاشورہ کا روزہ ابتداء اسلام میں فرض تھا۔ لیکن جب رمضان المبارک کے روزے فرض کر دیئے گئے تو پھر اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی لیکن اس دن روزہ کا رکھنا سنت اب بھی ہے اور تمام مسنون روزوں سے اس کا درجہ بڑھ کر ہے صحیح احادیث میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاشورہ کا روز رکھنے سے ایک سالِ گزشتہ کے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اگر میں آئندہ برس تک زندہ رہا تو عاشورہ کا ایک روزہ اور رکھوں گا۔ مگر مشیتِ الٰہی کے مطابق آپ آئندہ برس سے پہلے ہی دنیا سے تشریف لے گئے۔

علماء نے عاشورہ کے روزوں کے بارہ میں لکھا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ نویں دسویں، یا دسویں گیارھویں کو روزے رکھے جائیں یعنی دسویں کے ساتھ ایک روز قبل یا ایک روز بعد کو ملا لیا جائے۔

دوسرا عمل شریعت مطہرہ میں جہاں یہ تعلیم دی گئی ہے کہ روزہ رکھا جائے وہاں یہ بات بھی تعلیم کی ہے کہ اس دن فراخی، یعنی اپنے اہل وعیال کے کھانے میں کچھ وسعت کر دینی چاہیے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ جب وسعت کی جائیگی تو کچھ خیرات بھی ہو جائے گی جو اپنی جگہ ایک الگ ثواب کا درجہ رکھتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص عاشورہ کے

دن اپنے اہل وعیال کے لئے کھانے میں وسعت کریگا اللہ رب العزت سال بھر تک اسکے لئے رزق میں وسعت عطاء فرما دیں گے۔

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے مگر فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی مقبول ہوتی ہے۔اس لئے علماء نے اس پر عمل کرنے کا فتویٰ دیا ہے۔ان دو عملوں کے سوا کسی تیسرے عمل کی شریعت نے اجازت نہیں دی۔عاشورہ کے دن کی نسبت سے جہاں اور بہت سی بدعات و رسوم رواج ہو گئی ہیں وہیں ریحانۃ الرسول سیدنا حسین ابن علی رضی اللہ عنہم کی شہادت کے ساتھ بھی بہت سی غلط روایات کو وابستہ کر دیا گیا ہے۔جبکہ ان دس دنوں میں اگر شہادت کا تذکرہ کیا جائے تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنا چاہیے۔اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری شریعت میں غم کی یادگار قائم کرنا جائز نہیں اس سلسلہ میں علامہ ابن حجر ھیتمی مکی رحمۃ اللہ علیہ صواعق المحرقہ میں لکھتے ہیں۔

اعلم ان ما اصیب به الحسین رضی الله عنه فی عاشورا انما هوا لشهادة الدالة علی مزید خطرته و رفعة درجته عندربه والحاقه بدرجات اهل البیت الطاهرین فمن ذکر ذالك الیوم مصابه لا یمبغی ان یشغل الا بالا سترجاع امتالا للامر واحراز لماء تبه الله تعالیٰ علیه بقوله اولئك علیهم صلوات من رب هم رحمه و اؤلئك هم المهتدون ولا یشغل ذالك الیوم الا بذلك ونحوه من عظائم الطاعات کالصوم واياه ثم ایان انیشغل ببدع الرفضته و نحو هم من الندب والنیاحته والحزن اذلیس ذالك من اخلاق المؤمنین والا لکان یوم وفات رسول الله صلی الله علیه وسلم اولیٰ بذالك واحری۔

جاننا چاہیے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ پر یوم عاشورہ میں جو مصیبت نازل ہوئی وہ شہادت تھی جو ان کی عزت اور بلندی رتبہ پر ان کے پروردگار کے یہاں دلالت کرتی ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ اہل بیت طاہرین کے رتبہ کو پہنچ گئے پس جو شخص اس دن میں ان کے اس واقعہ کا ذکر کرے اس کو نہیں چاہیے کہ سوا انا للہ وانا الیہ راجعون کے اور کسی کام میں مشغول ہو۔اس کلمہ کے پڑھنے میں البتہ حکم کی تعمیل ہے اور ثواب کی تحصیل ہے۔اللہ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اس کلمہ کو پڑھیں گے ان پر اللہ کی طرف سے درود اور رحمت نازل ہو گی۔اور وہ ھدایت یافتہ ہونگے۔اور اس دن میں سوا اس کے اور اس جیسی اعلیٰ درجہ کی عبادتوں کے مثل روزہ کے اور کوئی کام نہ کرے۔اسلئے خبردار روافض کی بدعتوں کا ارتکاب نہ کرنا۔جیسے مرثیہ خوانی اور نوحہ اور غم منانا ہیں۔کیونکہ یہ تمام چیزیں مؤمنین کے اخلاق کے خلاف ہیں۔اگر یہ سب کچھ ہونا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا دن ان تمام افعال کا زیادہ حق دار و مستحق ہوتا ہے۔لیکن افسوس کہ مسلمانوں نے عاشورہ کے دن میں بجائے ان اعمال کے جو شریعت نے تعلیم فرمائے ہیں ایسی ایسی خطرناک بدعتیں ایجاد کر لیں ہیں کہ ان میں سے بعض تو شرک کی حد تک پہنچتی ہیں۔اور بعض شرک تو نہیں مگر ان کی حرمت میں کوئی شک نہیں ہو سکتا۔تعزیہ،علم،دلدل یعنی گھوڑا،سینہ زنی، مرثیہ خوانی،خاک سر پر ڈالنا،ماتمی لباس پہننا،سوگ کرنا،یہ تمام افعال قبیحہ قطعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہیں۔ اسلئے ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ ان سے اجتناب کرے اور صرف ان احکام کی تعمیل اس پر لازم ہے جو اللہ رب العزت نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے آخری شریعت مطہرہ میں تعلیم فرمائے ہیں۔و الله يهدى من يشاء الیٰ صراط مستقیم